© rasailojaraid.com

از حضرت مولانا لطافت الرحمٰن صاحب سواتی
سابق مدرس دارالعلوم حقانیہ

ریاست سوات
کے
"دینی علوم و فنون کی خدمت"

صوبہ سرحد کا یہ میدانی اور پہاڑی مخلوط سرسبز و شاداب حصہ ملک سوات جو ماضی بعید میں حقیقتاً سواد اسوات ہی تھا کیونکہ روئے زمین کا اکثر حصہ جنگلات اور بتوں سے سیاہ تھا۔ نیز لوگوں کی اکثریت کے اخلاق و عادات و رسوم رواجات تمدن و معاشرہ جاہلانہ اور سیاہ تھے۔ اور کسی حد تک نوجوانوں اور کم سن لڑکوں کا لباس بھی سیاہ ہوتا تھا تاہم اس تمام سواد و سیاہی کے باوصف یہاں پہ ہر دور میں علوم و فنون کے درس و تدریس کا چرچا رہا ہے۔ ملک سوات اور اس کے متعلقات کی تاریخ کا یہ ایک زریں باب اور اس ملک کے باشندوں کا یہ ایک مایۂ ناز فخر ہے۔ کہ اس ملک میں بادشاہ صاحب سوات کی باضابطہ حکمرانی اور بادشاہت سے پہلے بھی علوم عربیہ سے وابستگی رہی ہے۔ اور یہ لوگ ہر چند اپنے روایتی فتنوں اور خانہ جنگیوں میں سرگرم و منہمک رہتے تھے۔ مگر پھر بھی ان کے اندر دینی مذہبی تصلب مہمان نوازی بہادری وغیرہ اچھے اوصاف کے علاوہ علم دوستی علم پروری بھی تھی۔ اور یہاں جو علماء کے درس یا ترقی یافتہ عنوان سے درس گاہ وغیرہ ہوتی تھیں ان کے فیض یافتہ علماء فنی قواعد و اصول کلیات و ضوابط اور مختلف علوم و فنون کے متون کے حافظ ہوتے تھے یہ نہیں کہ کسی مسئلہ کی تحقیق کے لئے مطالعہ کر کے بتاتا ہو جیسا کہ آج کل کے نامور علماء۔ اور پروفیسر حضرات وقتی طور پر تحقیق و مطالعہ سے کام چلایا کرتے ہیں بغرض یہ کہ ان کے پاس استحصال ہی استحضار ہوتا تھا۔ اور پسماندگی کا اثر یہ ہوتا تھا کہ یہ لوگ اپنی محدود استعداد کو وسعت دینے اسی طرح اپنے محفوظات سے ہٹ کر کسی اجتہادی ملکہ پیدا کرنے پر قادر نہ تھے۔ بلکہ اکثر وہی لکیر کے فقیر ہوتے تھے اور اگرچہ اس ملک میں اس وقت طباعت و صحافت کا سلسلہ یکسر مفقود تھا۔ بلکہ یہاں تک کہ خط لکھنا بڑی بات تھی۔ لیکن پھر بھی تصنیف و تالیف کی راہ میں اس وقت کے سوات کی چند علمی کتابیں سوات کی علمی تاریخ کا ایک زندہ و تابندہ حصہ ہے جس میں تحریر کنندہ یا شرح سلم العلوم۔ تحریر سمبٹ شرح کافیہ۔ حاشیہ امانیہ۔ حاشیہ مطول۔ زبدۃ الحواشی مطول۔ مفتاح الشافیہ۔ اصلاح الرسوم وغیرہ کتابیں نہایت بلند مشہور اور اس ملک کا علمی سرمایہ ہے اور یوں تو سوات میں ماضی قریب و بعید کے درسوں کا شمار ان کی تفصیلات اور ان کے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چلانے والے فنی یا جامع چوڑی کے علماء اور مدرسین کی کوئی تاریخ یادداشت موجود نہیں ہے تاہم میری طالب علمی کے زمانہ میں اور اس سے کچھ قبل یعنی سنہ ۱۹۰۰ء کے نصف اول میں جن علماء کے یہاں درس ہوتے تھے ان میں چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ کندیا ملا صاحب کندیا
۲۔ ملا صاحب۔ سمبٹ
۳۔ مولانا امان اللہ خان صاحب
۴۔ مولانا خان بہادر صاحب مارتونگ
۵۔ صاحب حق محمد نذیر صاحب
۶۔ مولانا صاحب گوننگہ
۷۔ مولانا صاحب ایلی
۸۔ قاضی بابا صاحب قمبر
۹۔ مولانا عبدالرشید صاحب قمبر
۱۰۔ مولانا عبدالحلیم صاحب اوڈیگرام
۱۱۔ قاضی عرفان الدین صاحب بٹے خیلہ
۱۲۔ پیر صاحب طوطکان
۱۳۔ مولانا صاحب چونگئی
۱۴۔ مولانا صاحب منگلور
۱۵۔ نعمان قاضی صاحب بیرہ بانڈی
۱۶۔ قاضی بابا دہلی
۱۷۔ بازیر مولوی صاحب سرسینئی
۱۸۔ شہزادہ پاچا صاحب شکردرہ
۱۹۔ قاضی عبدالکریم صاحب شیر پلم
۲۰۔ چکیسر بابا صاحب شیر پلم
۲۱۔ قاضی عبدالرحیم صاحب رونیال
۲۲۔ میاں صاحب برتھانہ
۲۳۔ قاضی صاحب روننگار
۲۴۔ قاضی صاحب دارمئی
۲۵۔ ملا دادا صاحب تیرات
۲۶۔ صاحب الحق صاحب فتح پور
۲۷۔ قاضی نور گل صاحب کورے
۲۸۔ مولانا صاحب شاپین
۲۹۔ بازار مولوی صاحب چارباغ
۳۰۔ مولانا مفتاح الدین صاحب جورہ

مولانا مفتاح الدین صاحب جورہ سوات | ہیں یہاں اسی فہرست کی آخری شخصیت اور علماء کاملین میں سے ایک نہایت عالم باعمل فاضل اکمل، مفسر و محدث، فقیہہ و متکلم جامع العلوم مولانا مفتاح الدین جورہ سوات کا مختصر حال اس روئیداد کا حصہ اس مناسبت سے بناتا ہوں کہ "دارالعلوم مٹہ سوات" کو مرحوم کی علمی برکات اور الباقیات الصالحات سے قریبی تعلق ہے۔ کیونکہ میں خود بحیثیت خادم و مہتمم دارالعلوم مٹہ سوات اور جناب مولانا عبدالرحمٰن صاحب صدر مدرسہ دارالعلوم مٹہ سوات اور مولانا بہرہ مند صاحب شیخ الحدیث دارالعلوم مٹہ سوات۔ نیز اس دارالعلوم کے دیگر علماء حضرات مولانا صاحب جورہ کے فیوض علمیہ سے یا تو براہ راست فیض یاب ہیں یا بالواسطہ۔ بہرصورت مرحوم کے مختصر حالات حسب ذیل ہیں:

نام مع ولدیت   مفتاح الدین ولد فرایش الدین

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مقام ولادت ۔ قلعہ گئی سنگھ تحصیل مٹہ ضلع سوات

سن ولادت ۱۳۰۲ھ

وفات وقت عصر روز جمعہ ۲۲ محرم الحرام ۱۳۶۲ھ

باقی آپ کے علمی، دینی، اخلاقی، سوانح و حالات اور بلند و پاکیزہ کارناموں کا استقصاء دشوار بھی ہے اور علاقہ کی پسماندگی کے سبب کوئی کارنامہ قلم بند بھی نہیں ہے۔ تاہم میں بھی اس بحر ذخار اور علامہ روزگار کے وسیع ترخرمن علم کا خوشہ چین رہا ہوں اور انہیں کی راہ نمائی اور شوق و رغبت دلانے سے اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے برادر بزرگ مولانا محمد قاضی خان صاحب فاضل دیوبند کو دیوبند جانا نصیب فرمایا ہے۔ اس وجہ سے چند موثق حالات لکھتا ہوں جو خود میرے مشاہدے یا علم میں آچکے ہیں ۔

<u>دارالعلوم دیوبند اور مرحوم</u> | مرحوم سوات اور صوبہ سرحد کے درسوں میں مسلسل پندرہ سال کسب و تحصیل کر کے علوم متداولہ سے تقریباً فارغ ہی ہوئے تھے۔ مگر اعلیٰ تعلیم اور تکمیل علم کی خاطر اپنی عمر کے اکتیسویں سال میں دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے۔ جہاں آپ نے حضرت مولانا انور شاہ صاحبؒ۔ حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ، حضرت مولانا اعزاز علی اور مولانا رسول خان جیسے اکابر اساتذہ سے کسب فیض کیا۔ اور یہاں سے فراغت و تکمیل کے بعد ایک سال بریلی (انڈیا) میں ایک سال صوبہ سرحد خانمائی میں۔ چند سال قلعہ گی سوات میں۔ پانچ سال پیر کلی سوات میں علوم و فنون کا درس دیتے رہے۔ اور اپنی زندگی کا آخری علمی فروغ و وقار۔ جاہ و جلال اور شوکت و حشمت احیاء سنت کا تابناک زمانہ اٹھارہ سال مسلسل جوڑہ سوات میں حدیث، تفسیر، فقہ، اصول فقہ، بلاغت و بیان صرف نحو وغیرہ پڑھاتے رہے تا آنکہ بالآخر جوڑہ ہی میں وفات پا گئے۔ غفر اللہ وارضاہ وجعل فی جوارہ مثواہ و ماواہ۔

<u>مرحوم کا درس اور علمی عظمت</u> | آپ کے درس کی عظمت و وسعت کو بہت لوگوں نے دیکھا ہے۔ قیام قلعہ گئی کے دوران خود دونوں قلعہ گئی اور آس پاس کے تمام دیہات اور شنا گوانڈی میں طلبہ علم کی فوج رہائش پذیر ہوا کرتی تھی اور زال بعد جوڑہ میں قیام تو آپ کی علمی زندگی کا ہر لحاظ سے نہایت بلند دور ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ہر پہلو سے وہ سامان فراہم کیا جس سے اس آفتاب رشد و ہدایت کو ضیا پاشیوں کا سازگار اور بہتر موقع میسر ہوا اور مرحوم کی محفل درس نے ایک عظیم الشان علمی درسگاہ کی صورت اختیار کی جس میں افغانستان۔ بلخ بخارا۔ ترکستان۔ باجوڑ دیر۔ کونڑ۔ پشاور، مردان، سوات، کوہستان وغیرہ۔ دور دراز علاقوں کے طلبہ بلکہ علماء مدرسین تک آکر علم حاصل کرتے تھے اور اس سرچشمہ علوم سے فیض یافتہ علماء مختلف بلاد و اوطان میں پھیل کر سنت سنیہ علی صاحبہا الوف التحیہ کی ترویج کرتے رہے۔ آپ قیام جوڑہ کے اس دور میں دینی دنیوی ہر طرح سے جلال و عظمت وجاہت و استقامت اور علمی وقار کا نمونہ تھے۔ ایک طرف صبح سے شام تک حدیث، تفسیر، فقہ معانی وغیرہ کی بالائی کتابوں کا نہایت محققانہ اور

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

دل کش درس ہوتا تھا جس میں با ذوق طالب علموں کو وجد آتا تھا اور علماء دین کے علمی اجتماعات کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ دوسری طرف حکام و عوام جس ادب و احترام سے پیش آتے تھے وہ بھی موصوف کی استقامت فی الدین اور مقبولیت عند اللہ کا شاہد عدل تھا۔ حکمران سوات جناب بادشاہ صاحب مرحوم، جناب خان بہادر صاحب سلطانت خان۔ نیز اس وقت کے حکومت کا حزب اختلاف جناب دارمی خان صاحب اور ان کے تمام عظیم بیٹے اور ان کی پارٹی کی سب خوانین مرحوم کے نہایت قدردان تھے۔ حالاں کہ ان کی رہائش جورہ میں تھی جو حکومتی فریق کا گڑھ اور خان بہادر سلطانت خان کا مقام تھا گویا اس ملک کے معززین، خوانین بلکہ عام باشندے تک اس نظریہ پر عمل پیرا ہیں۔ کہ ملکی باہمی سیاست و اختلاف اپنی جگہ ہو اور دینی شعائر اور مذہبی علماء کی تعظیم منبر و محراب کی طرح ثالثانہ اور تمام پارٹیوں کے لئے عقیدت مندانہ ہو۔ اور جس طرح قوم و ملک کے سرکردہ خوانین اور حکومت وقت کا لوگوں پر اقتدار تھا۔ اس سے زیادہ اس دور میں علماء سب کے لئے قابلِ احترام اور لائق تعظیم و تکریم تھے۔ وحق ما قیل ؎

ان الملوک یحکمون علی الوریٰ　　　وعلی الملوک یحکم العلماء

ملکی رسوم اور مرحوم | یوں تو مرحوم کا جذبہ احیاء سنّت اور رسوم بدعات کی بیخ کنی ایک واضح حقیقت ہے جس کے بارے میں مرحوم نے کتاب "اصلاح الرسوم" بھی تحریر فرمائی ہے۔ مگر اس سلسلہ میں صرف اپنے ساتھ ایک پیش آمدہ واقعے کو قلم بند کرتا ہوں جس سے اوپر کے عنوان پر نہایت زبردست روشنی پڑتی ہے وہ اس طرح ہوا کہ ۱۳۵۴ھ میں جب میں تعطیلات کے دوران دیوبند سے گھر (رونیال) آیا تھا۔ تو ایک جمعہ کے روز حضرت استاذ المرحوم کی خدمت میں حاضر ہوگیا تھا اور اگرچہ نماز جمعہ کے لئے میرا پروگرام رونیال کو واپس ہونے کا تھا لیکن استاذ مرحوم کے ارشاد پر جورہ ہی میں نماز جمعہ کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ تیاری جمعہ اور سنتوں کے پڑھنے کے دوران میرے پاس مرحوم کی جانب سے پیغام آیا کہ نماز جمعہ تمہیں پڑھانی ہے۔ مجھے اگرچہ جمعہ پڑھانے میں کسی عذر و تامل کی وجہ تو نہ تھی مگر جورہ کی حیثیت اس دور میں مملکت سوات دار الخلافت نمبر ۲ کی تھی جس کے تحت خان بہادر صاحب مرحوم کے پاس سوات کے مختلف علاقوں کے بے شمار خوانین، حکام اور عوام کے وفود اور جرگہ جات کے لوگ موجود ہوتے تھے۔ اور ان سب لوگوں کو خان بہادر صاحب کے ہمراہ نماز جمعہ میں شریک ہونا تھا۔ اور اس طرح نماز جمعہ میں مقامی اور قریبی شرکا کے علاوہ ان لوگوں کی بھی شرکت تھی جو مذہب کے نام سے رائج الوقت رسوم و بدعات پر سختی سے عمل پیرا تھے۔ ادھر میری جوانی کا وقت تھا اتفاق سے میرے سر پر رومی سرخ ٹوپی تھی جس کا گچھا پیچھے لٹک رہا تھا جب کہ اس وقت اسی طرح کی ٹوپی نوجوان طالب علموں کے لئے سر پر رکھنا خود دیوبند میں بھی معیوب نہ تھا۔ چنانچہ میں نے صرف اس ٹوپی کے زیر نظر پیغام لانے والے جناب تنکوڑے ملا صاحب مرحوم کے ذریعے استاذ مرحوم کو کہلا بھیجا کہ میرے سر پر جو ٹوپی ہے اس کو ہٹا کر رومال یا عمامہ باندھ لوں یا اس ٹوپی ہی میں خطبہ دوں اور نماز بھی پڑھا دوں۔ اس پر مرحوم کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اس ٹوپی ہی میں تم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

سے جمعہ پڑھوا کر اس عظیم مجمع کو یہ بتلانا مقصود ہے کہ امام کے لئے عمامہ یا رومال باندھنا کوئی ضروری اور لازمی امر نہیں ہے۔

مرحوم اور ذکر دیوبند ___ اس اصول کے تحت "من احب شیئًا اکثر ذکرہٗ" مرحوم دارالعلوم دیوبند اور وہاں کے اکابر حضرت انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر سے تو شاید ہی مرحوم کا کوئی درس یا علمی مجلس خالی ہو جس وقت ہم تین ساتھی میں اور قاضی احمد صاحب شوخڈرہ، مولانا عبدالحق صاحب شریلم موجودہ صدر محکمہ قضا مٹہ مرحوم سے شرح وقایہ پڑھتے تھے۔ اور مولانا عبدالحیؒ کے عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ سے بہت متاثر تھے۔ اور اس میں حضرت شاہ صاحب کا ذکر خیر بھی آیا تو میں نے طالب علمانہ جسارت کر کے پوچھا کہ حضرت شاہ صاحب بڑے عالم تھے یا مولانا عبدالحیؒ صاحب لکھنوی۔ مرحوم نے جواب میں فرمایا کہ مولانا عبدالحیؒ صاحب مرحوم بہترین ناقل اور عالم و فاضل تھے۔ مگر شاہ صاحب تو تمام علوم میں ملکۂ اجتہاد کے حامل تھے۔ اب اس جواب باصواب کا لطف تو اصحاب علم ہی اٹھا سکتے ہیں ؎

بہ سر قصۂ بلقیس و قصۂ ہدہد کسے رسد کہ شناسائے منطق الطیر است

بہرکیف مرحوم کی جانب سے دارالعلوم دیوبند سے والہانہ وابستگی اور ذکر وتذکار مجھ جیسے ناکارہ نالائق سیہ رو اور خطاکار کے لئے دیوبند چلنے کا ایک سبب بنا اور اگرچہ اس مقدس مقام کی برکات و فیوض سے میرا بے بہرہ آنا ہی تھا کیونکہ ؎

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل کہ خضر از آب حیواں تشنہ مے آرد سکندر را

تاہم حدیث کا یہ فقرہ کہ "لایشقی جلیسہم" اپنی جگہ ایک عظیم حقیقت ہے کیونکہ ع

مے خانہ کا محروم بھی محروم نہیں ہے

یعنی وہی علمی اور دینی جذبۂ علوم اور احیاء سنّت کا موروثی دلولہ تھا۔ اور اپنے اکابر دیوبند سے وہی روحانی لگاؤ اور رابطہ تھا۔ جس نے اس ہیچمیرز نابکار مولوی رونیال "لطافت الرحمان" کو دارالعلوم مٹہ سوات کے قیام کا داعی اور محرک بنایا۔ اور اس نے مورخہ ۱۹ر جون ۱۹۷۵ء کو اپنے گاؤں رونیال میں علاقہ تحصیل مٹہ کے تقریبًا تمام علماء کرام کا اجلاس بلایا۔ جس میں کم و بیش پچاس علماء نے شرکت فرمائی اور چار چھ گھنٹے کے اجلاس میں متفقہ طور پر یہ تجویز پاس کی گئی کہ مقام مٹہ میں "دارالعلوم مٹہ سوات" کے نام سے توکل علی اللہ کر کے مدرسہ قائم کیا جائے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

پہلا سفینہ
ایم وی مکران

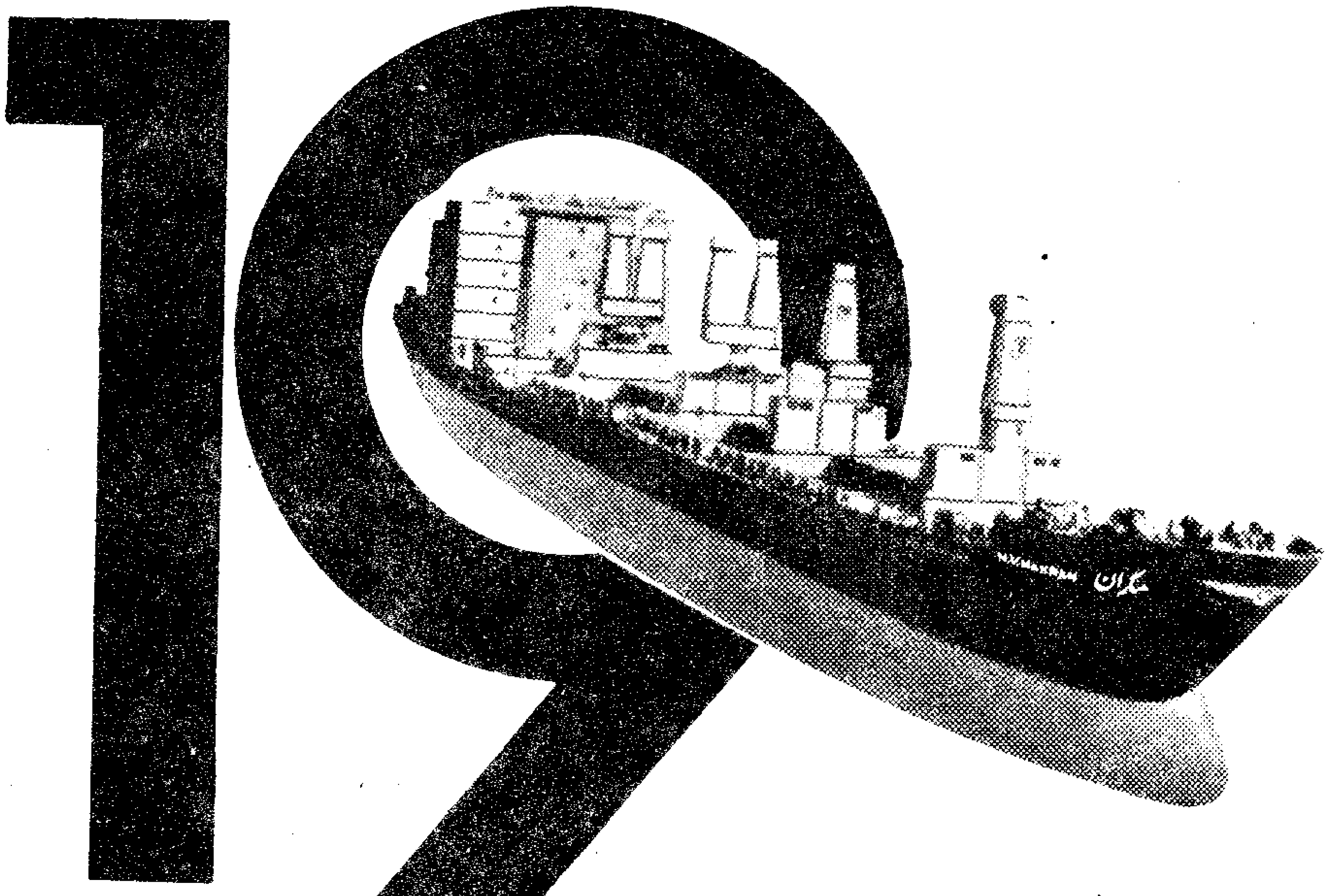

۱۹ تجارتی جہازوں میں پہلا جہاز۔
اور اب تک سب سے بڑا ـــــ
ایم وی مکران ۱۳ دسمبر ۱۹۷۹ء کو کوپن ہیگن ڈنمارک میں
پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن کے حوالے کر دیا گیا ہے۔
بقیہ ۱۸ جہاز آئندہ دو سال کے دوران حاصل کیے جائیں گے۔
اس طرح پاکستان نیشنل شپنگ کارپوریشن
ہموطنوں کو جدید ترین تجارتی سہولتیں فراہم کرتی ہے۔

PNSC
پاکستان نیشنل
شپنگ کارپوریشن

Paragon ● 80 PNSC

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com